© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

محرم کی اشاعت میں جماعت اسلامی کی تشکیل کا جو نقشہ پیش کیا گیا تھا اس کو دیکھ کر بہت سے اللہ کے بندوں نے ایسی ایک جماعت میں شامل ہونے کا ارادہ ظاہر کر دیا تھا، بلکہ ہندوستان کے مختلف حصوں سے مقامی جماعتیں بننے کی اطلاعیں بھی آنی شروع ہو گئی تھیں۔ پھر صفر کی اشاعت میں درخواست کی گئی کہ جو لوگ اس نقشہ پر کام کرنا پسند کرتے ہیں وہ براہ کرم ہم کو اطلاع دیں تاکہ ان کے درمیان ربط پیدا کرنے کی کوئی صورت نکالی جاسکے۔ اس کے جواب میں بہت سے وہ لوگ بھی گویا ہوئے جو دل میں ارادہ رکھتے تھے مگر اب تک خاموش تھے۔ اس طرح وسط ماہ اگست تک تقریباً ڈیڑھ سو اصحاب کی فہرست تیار ہو گئی پھر یہ مناسب سمجھا گیا کہ ۲۵ راگست کو لاہور میں ان اصحاب کا ایک اجتماع عام منعقد کر لیا جائے۔ چنانچہ اجتماع کی دعوت دے دی گئی تاریخ مقررہ پر ۷۵ اصحاب تشریف لائے، جن میں سے بعض اپنی مقامی جماعتوں کے نمائندہ مختار تھے، اور بعض انفرادی حیثیت سے تشریف لائے تھے۔ چار روز تک مشاورت جاری رہی۔ جماعتی تشکیل کا جو ابتدائی خاکہ محرم کے پرچہ میں شائع کیا گیا تھا اس پر غور کیا گیا اور باہمی مشورہ سے بالاتفاق ایک دستور جماعت مرتب ہوا جو اس اشاعت میں درج کیا جا رہا ہے۔ پھر تمام اصحاب نے دستور کے مطابق پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ کلمۂ شہادت ادا کیا اور جماعتی نظم کے ساتھ اسلامی نصب العین کے لئے جدوجہد کرنے کا عہد کیا۔ پھر آئندہ کام کے متعلق ایک پروگرام بھی طے ہو گیا جس پر توکلاً علی اللہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔ یہ سب مراحل خدا کے فضل سے بخوبی طے ہو گئے۔ اب آئندہ مراحل کی کامیابی رفقاء کے خلوص نیت اور اللہ کی توفیق پر منحصر ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دستور جماعت کے بارے میں چند کلمات بطور تشریح عرض کرنے ضروری ہیں۔ اگرچہ دستور کو پڑھ کر ہر شخص خود ہی اس جماعت کی نوعیت اور اس کی ترکیب اور اس کے مقصد کے متعلق بآسانی رائے قائم کر سکتا ہے تاہم بعض امور ایسے ہیں جن کی توضیح دستور میں نہ کی جا سکتی تھی، لہذا یہاں ان کو بیان کر دیا جاتا ہے۔

اس دستور کی بنیاد جس خیال پر رکھی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اسلام کے کسی ایک جزء کو، یا مسلمانوں کے دنیوی مقاصد میں سے کسی مقصد کو لے کر نہ اٹھیں بلکہ اصل اسلام اور پورے اسلام کو لے کر اٹھیں جس مقصد کے لئے انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے وہی ہمارا مقصد ہو۔ جس چیز کی طرف انہوں نے دعوت دی اُسی کی طرف ہم دعوت دیں۔ جس طرز پر وہ ایمان لانے والوں کی جماعت بناتے تھے اسی طرز پر ہم جماعت بنائیں، جو نظام جماعت اُن کا تھا وہی ہمارا ہو جن ضوابط کو وہ اپنی جماعت میں نافذ کرتے تھے انہی کو ہم بلا کسی کمی و بیشی کے نافذ کریں، اور جس طریقہ سے وہ اپنے نصب العین کے لیے سعی و جہد کرتے تھے اسی طریقہ سے ہم جد و جہد کریں۔ غرض یہ کہ ہماری یہ تحریک ذرہ برابر نہ اسلام سے کم کسی چیز پر مشتمل ہو اور نہ اُس سے زائد، بلکہ پورے کے پورے اسلام ہی کو ہم اپنی تحریک بنا لیں۔ اسی لیے ہم اُس جماعت کو جو اس دستور پر بنی ہے "جماعتِ اسلامی" کہتے ہیں کیونکہ اُس کا عقیدہ، نصب العین، نظام جماعت، اور طریق کار بعینہٖ وہی ہے جو اسلامی جماعت کا رہا ہے۔

قریبی دور میں مسلمانوں میں جو تحریکیں اٹھی ہیں ان میں چار اصولی خرابیاں تھیں۔ ایک یہ کہ اُن میں نفس اسلام کو بنائے حرکت نہیں ٹھہرایا گیا تھا بلکہ ان کے اندر بنائے حرکت یا تو اسلام کا کوئی ایک جزء رہتا جس سے محرکین کو خاص دلچسپی تھی، یا مسلمانوں کا کوئی دنیوی مقصد تھا جسے براہ راست اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ ان کا نظام جماعت بے کم و کاست اسلامی طرز کا نہ تھا بلکہ مختلف غیر مسلم جماعتوں کے نظام ترکیبی کی نقل کی گئی تھی۔ تیسرے یہ کہ ان میں تمام عرفی مسلمانوں کو حقیقی معنی میں مسلمان سمجھ کر ہر قسم کے رطب و یابس آدمی بھر لئے گئے جن کی سیرتوں پر ہرگز وہ اعتماد نہ کیا جا سکتا تھا جس کا ایک حقیقی مسلمان مستحق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتا ہے، اور یہی چیز آخر کار ان تحریکوں کی ناکامی کا سبب بنی، کیونکہ عام ارکان سے لے کر کارکنوں اور لیڈروں تک کم ہی آدمی ایسے تھے جو اعتماد کے لائق ہوں۔ چوتھے یہ کہ ان کی دعوت عام نہ تھی، صرف پیدائشی مسلمانوں تک محدود تھی، اور غیر مسلموں کے لیے صرف یہی نہیں کہ اُن میں کوئی کشش نہ تھی بلکہ بالفعل اُن میں سے اکثر میں غیر مسلموں کو اسلام سے اور زیادہ دور بھگا دینے کا سامان موجود تھا۔

ہم نے ان چاروں خرابیوں سے بچنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔ یہاں عین اسلام ہی کو بنائے حرکت بنایا گیا ہے۔ نظامِ جماعت بے کم و کاست وہی کا وہی لیا گیا ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ جماعت کا تھا۔ جماعتی ضوابط ایسے رکھے گئے ہیں کہ مسلمانوں کی قوم میں سے صرف وہ صالح عنصر چھٹ کر جماعت میں آئے جو حقیقت میں ایمان و عمل صالح کی دولت رکھتا ہو۔ اور جماعت کی دعوت محض پیدائشی مسلمانوں تک محدود نہیں رکھی گئی ہے بلکہ تمام روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کے لیے عام ہے، آدم کا جو بیٹا اور جو بیٹی توحید اللہ کا اعتقاد، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع، حکومت الٰہیہ کا نصب العین اور ضابطہ شریعت کی پابندی قبول کرے اس کے لیے جماعت اسلامی کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

"جماعتِ اسلامی" کے نام سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اس جماعت سے باہر جو لوگ ہیں ان کو ہم غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ ہم نے یہ نام جس وجہ سے اختیار کیا ہے وہ اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس جماعت کے مسلک میں نہ اسلام سے کم کوئی چیز ہو نہ اُس سے زائد، جس کا عقیدہ وہی ہو جو اسلام کا ہے، نصب العین وہی ہو جو اسلام نے پیش کیا ہے، نظامِ جماعت وہی ہو جس کا نقشہ کتاب و سنت میں ملتا ہے، اور کام کا ڈھنگ وہی ہو جو انبیاء نے سکھایا ہے، اس کے لیے آخر جماعت اسلامی کے سوا اور کیا نام ہو سکتا ہے۔ مگر ہم ہرگز یہ فرض نہیں کرتے اور ایسا فرض کرنے کا ہم کو حق نہیں ہے کہ ایمان بس اسی جماعت کے اندر منحصر ہے اور اس کے باہر جو لوگ ہیں وہ مومن نہیں ہیں۔ بلکہ اگر کوئی اس جماعت کی مخالفت کرے تب بھی مجرد اس کی مخالفت کی بنا پر ہم اس کو غیر مومن نہیں کہہ سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں ایمان اُس جماعت کے اندر ہی منحصر ہوتا تھا جو انبیاء کی قیادت میں بنتی تھی، اور یہ بھی صحیح ہے کہ انبیاء کے بعد اُن کے خلفاء کے عہد میں جب تک اصل جماعت کا نظام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

برقرار رہا، اُس سے علیحدہ رہنے کے معنی اسلام سے علیحدگی ہی کے تھے جیسا کہ صریح طور پر نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ لیکن بہت بڑا فرق ہے اُس جماعت میں جو ابتداءً نبی کے زیر قیادت بنی ہو اور اُس جماعت میں جو ابتدائی نظام جماعت کے درہم برہم ہو جانے کے بعد دوبارہ اس کی تجدید کے لئے کوشش کرے۔ پہلی جماعت دنیا میں صرف ایک ہی ہوگی اور اس کے باہر کفر ہوگا، مگر دوسری قسم کی جماعتیں دنیا میں بہت سی ہو سکتی ہیں اور اُن میں سے کسی جماعت میں شامل نہ ہونے کے اسباب کفر و نفاق کے سوا اور بھی ہونے ممکن ہیں۔ بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص ہم سے زیادہ صاحبِ ایمان ہو اور وہ نیک نیتی کے ساتھ کسی غلط فہمی کی بنا پر ہماری مخالفت کرے۔ اپنی حد تک ہم انتہائی کوشش کریں گے کہ اپنے مسلک اور طریق کار کو عین اسلام کے مطابق رکھیں تاکہ کسی شخص صالح و مومن کے لئے ہم سے علیحدہ رہنے کی کوئی وجہ نہ ہو اور اس طرح تمام اہل ایمان آخر کار ایک ہی نظام میں منسلک ہو سکیں۔ لیکن اپنی اس آرزو کو ایک حاصل شدہ واقعہ فرض کر کے ہم ہرگز فتنہ میں نہ پڑیں گے۔ ہم کو بہر حال مسلمانوں میں ایک فرقہ بننے سے بچنا ہے اور اُس غلو سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو ہمیں خیر کے بجائے شر کا خادم بنا دے۔

ہمارے نصب العین میں محض لفظ "حکومت" کو دیکھ کر بعض لوگ یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ ہم نے سیاسی اقتدار کو اپنا مقصود بنایا ہے اور اسلام کو بالکل ایک سیاسی چیز بنا کر رکھ دیا ہے۔ حالانکہ دراصل زمین و آسمان کا فرق ہے مجرد حکومت میں اور اُس حکومت الٰہیہ میں جس کو ہم اپنا نصب العین کہتے ہیں۔ "حکومت الٰہیہ کے قیام" سے ہماری مراد بعینہٖ وہی ہے جو لیظہرہٗ علی الدین کلہ سے قرآن کی مراد ہے، اور یہ ہمارا خود ساختہ نصب العین نہیں ہے بلکہ اللہ نے اسی کو اپنے نبی کی بعثت کا مقصد قرار دیا ہے۔ اگر اس چیز کو اپنی سعی و جہد کا مقصود بنانے پر کوئی ہمیں الزام دینا چاہتا ہے تو وہ خود ہی سوچ لے کہ وہ کس کو الزام دے رہا ہے۔

قرآن کے مطالعہ سے ہم نے جو کچھ سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ کائنات کا پورا نظام "اسلام" یعنی اللہ تعالیٰ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی اطاعت پر قائم ہے۔ اس نظام کے اندر انسان جس کو طاعت و عصیان کا اختیار دیا گیا ہے، اگر اپنے دائرۂ اختیار کی حد تک اللہ کی اطاعت سے آزاد ہو جائے اور اپنے نفس کا حکم یا کسی اور کا حکم ماننے لگے تو یہ نہ صرف حق کے خلاف ہے، نہ صرف فطرت کائنات اور فطرت انسانی کے خلاف ہے، بلکہ اس کا لازمی نتیجہ فتنہ و فساد ہے، کیونکہ اللہ کے سوا کائنات کے کسی جزء میں کسی حیثیت سے بھی کسی دوسرے کا حکم چلنا نظام کائنات کی اُس ہم آہنگی کی ضد واقع ہو جاتا ہے جو اقتدار اعلیٰ کی وحدت پر قائم کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فتنہ کو مٹانا چاہتا ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ انسان جس طرح غیر شعوری طور پر مسلم ہے اُسی طرح شعوری طور پر بھی اللہ کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرکے اور اس کے امر تشریعی کی ماتحتی قبول کر کے مسلم ہو جائے۔ اسی چیز کا نام "الاسلام" اور "الدین" ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ لیکن اللہ اس کام کو اپنی قدرت قاہرہ کے زور سے جبراً نہیں کرتا، بلکہ انبیاء کے ذریعہ سے انسانوں کو دعوت دیتا ہے کہ تم الدین اور الاسلام کو اختیار کرو۔ پھر انسانوں میں سے جو لوگ اسے اختیار کرلیں اُن کو وہ اپنی پارٹی بناتا ہے اور اس بات پر مامور کرتا ہے کہ پہلے تو تم فتنے کو مٹاؤ، یعنی میری زمین میں میرے سوا جس جس کا حکم چل رہا ہے اس کی حکمرانی کا خاتمہ کر دو، پھر اس بات کی کوشش کرو کہ سب انسان الدین اور الاسلام کو اختیار کرلیں۔ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ، اور هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ پس دراصل غیر الٰہی اقتدار کے فتنے کو مٹانا اور انسانی زندگی کے اختیاری حصّہ میں اللہ کی حکومت قائم کرنا تو عین مقصد بعثت انبیاء ہے اور اللہ کے حکم سے انبیاء کرام نے جہاں بھی جماعت اسلامی بنائی ہے، اس کا مقصد وحید یہی رہا ہے۔ اس مقصد کو سن کر اگر لوگ چونکتے ہیں تو بجز اس کے کہ ہم قرآن کے علم سے ایسے لوگوں کی محرومی پر ماتم کریں اور کیا کرسکتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہا بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اس نصب العین میں روحانیت کے بجائے مادیت ہے، تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں وہ دراصل روحانیت کے اسلامی تصور کے بجائے کسی جاہلی تصور میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اسلام میں روحانیت کا کوئی تصور قرب خداوندی کے سوا نہیں ہے۔ اور خدا سے قرب کی اس سے بڑھ کر کوئی صورت متصور نہیں ہو سکتی کہ ایک مشن میں انسان اور خدا دونوں ایک دوسرے کے رفیق کار اور ساتھی ہوں۔ نمازیں، روزے میں اور تمام عبادات و معاملات میں تو بندہ عبد ہے اور خدا معبود۔ مگر قیام حکومت الٰہیہ کی جدوجہد میں عبد کو یہ شرف نصیب ہوتا ہے کہ وہ معبود کا رفیق بن جاتا ہے، معبود اس کا مددگار ہوتا ہے، اور وہ معبود کا مددگار۔ کیا بندے کے لئے اس سے بڑھ کر بھی روحانی ترقی و عروج کے کسی مرتبے کا تصور کیا جا سکتا ہے؟ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل الناس مومن مجاھد بنفسہٖ و مالہٖ فی سبیل اللہ۔ پس ہمارے نزدیک تو یہ بات علم دین کے فقدان کا نتیجہ ہے کہ جو چیز کمال روحانیت بلکہ بلند ترین مرتبۂ روحانیت کی طرف لے جانے والی ہے اس میں کسی کو مادیت کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔

طبقات کی جو تقسیم دستور میں کی گئی ہے وہ بظاہر ایک اجنبی چیز معلوم ہو گی اور شاید اعتراض کیا جائے کہ یہ چیز تم نے خود ایجاد کی ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ دور نبوت میں اس چیز کا نشان ملتا ہے، اور خود قرآن میں اس کی طرف صریح اشارات موجود ہیں۔ مثلاً ایک وہ گروہ ہے جس کے متعلق فرمایا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ (اہل ایمان میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ اپنے عہد کو سچا کر دکھایا)۔ یہ لوگ ہر قربانی کے لئے مستعد تھے، ہر پکار پر لبیک کہتے تھے، اور جس حق پر ایمان لائے تھے اس کی خاطر کوئی چوٹ کھانے اور کوئی مشقت برداشت کرنے میں دریغ نہ کرتے تھے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جس کے متعلق فرمایا لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ...... وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ۔

یہ وہ لوگ تھے جو دل سے تو سچے خیر خواہ تھے اور دل میں تمنا بھی رکھتے تھے کہ راہ خدا میں جانفشانی دکھائیں، مگر اپنے حالات سے واقعی مجبور تھے۔ تیسرا گروہ وہ ہے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ یہ وہ لوگ تھے جو ایمان رکھتے تھے، ایمان کے کم سے کم مقتضیات کو پورا بھی کرتے تھے مگر محض ضعف ایمانی کی وجہ سے راہ خدا میں کوئی بڑی چوٹ سہنے اور کسی بڑے نقصان کو برداشت کرنے کی ہمت نہ کر سکتے تھے۔

یہاں تمام آیات کا استقصاء مقصود نہیں ہے۔ صرف یہ بتانا ہے کہ طبقات کی یہ تقسیم کتاب و سنت ہی کے اشارات سے ماخوذ ہے اور اس کو موجودہ حالات پر کافی غور و خوض کے ساتھ منطبق کیا گیا ہے۔ ان مختلف طبقوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے میں مصلحت یہ ہے کہ اس طرح ہر طبقہ اپنے حدود کو پہچان کر اپنے دائرۂ عمل میں کام کرے گا، اور ایک طبقہ کی کمزوریاں دوسرے طبقہ کے لئے سنگِ راہ نہ بن سکیں گی۔ ان کو خلط ملط کر دینے میں یہ اندیشہ ہے کہ ضعفاء اپنی مصلحتوں کی خاطر نہ خود کوئی بڑا کام کر سکیں گے اور نہ دوسروں کو کرنے دیں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دستور جماعت اسلامی

عقیدہ

۱- جماعت اسلامی کا بنیادی عقیدہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے یعنی صرف اللہ ہی ایک الٰہ ہے، اسکے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

تشریح:- اس عقیدہ کے پہلے جزء یعنی اللہ کے الٰہ واحد ہونے اور کسی دوسرے کے الٰہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زمین اور آسمان، اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے، سب کا خالق، پروردگار، مالک، مدبّر اور حاکم صرف اللہ ہے، اِن میں سے کسی حیثیت میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں ہے

اس حقیقت کو جاننے اور تسلیم کرنے سے لازم آتا ہے کہ انسان اللہ کے سوا کسی کو ولی و کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا، فریاد رس اور حامی و ناصر نہ سمجھے، کیونکہ کسی دوسرے کے پاس کوئی اقتدار ہی نہیں ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے والا نہ سمجھے، کسی سے تقویٰ اور خوف نہ کرے، کسی پر توکل نہ کرے، کسی سے امیدیں وابستہ نہ کرے، کیونکہ تمام اختیارات کا مالک وہی اکیلا ہے۔ اللہ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگے، کسی کی پناہ نہ ڈھونڈے، کسی کو مدد کے لیے نہ پکارے، کسی کو خدائی انتظامات میں ایسا دخیل اور زور آور بھی نہ سمجھے کہ اسکی سفارش سے قضائے الٰہی ٹل سکتی ہو، کیونکہ خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیا یا اولیاء۔ اللہ کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکائے، کسی کی پرستش نہ کرے، کسی کو نذر نہ دے، کسی کی نیازمندی نہ اختیار کرے، کیونکہ تنہا وہی عبادت کا مستحق ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو بادشاہ، مالک الملک، مقتدر اعلیٰ نہ تسلیم کرے، کسی کو با اختیارِ خود حکم دینے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور منع کرنیکا مجاز نہ سمجھے، کسی کو شارع اور قانون ساز نہ مانے، اور اُن تمام اطاعتوں کو قبول کرنے سے انکار کردے جو ایک اللہ کی اطاعت کے ماتحت اور اس کے قانون کی پابندی میں نہ ہوں، کیونکہ اپنے ملک کا ایک ہی جائز مالک، اور اپنی خلق کا ایک ہی جائز حاکم اللہ ہے، اسکے سوا کسی کو مالکیت اور حاکمیت کا حق نہیں پہنچتا۔

نیز اس عقیدہ کو قبول کرنے سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ انسان اپنی آزادی وخود مختاری سے دست بردار ہوجائے، اپنی خواہش نفس کی بندگی چھوڑ دے، اور اللہ کا بندہ بنکر رہے جسکو اس نے الاتسلیم کیا ہے۔ اپنے آپکو کسی چیز کا مالک مختار نہ سمجھے، بلکہ ہر چیز، حتی کہ اپنی جان، اپنے اعضاء، اور اپنی ذہنی وجسمانی قوتوں کو بھی اللہ کی ملک اور اسکی طرف سے امانت سمجھے۔ اپنے آپکو اللہ کے سامنے ذمہ دار وجواب دہ سمجھے اور اپنی قوتوں کے استعمال اور اپنے برتاؤ اور تصرفات میں ہمیشہ اس حقیقت کو ملحوظ رکھے کہ اسے اللہ کو ان سب چیزوں کا حساب دینا ہے۔ اپنی پسند کا معیار اللہ کی پسند کو اور اپنی ناپسندیدگی کا معیار اللہ کی ناپسندیدگی کو بنائے۔ اللہ کی رضا اور اسکے قرب کو اپنی تمام سعی وجہد کا مقصود اور اپنی پوری زندگی کا محور ٹھیرائے۔ اپنے لیے اخلاق میں، برتاؤ میں، معاشرت اور تمدن میں، معیشت اور سیاست میں، غرض زندگی کے ہر معاملہ میں صرف اللہ کی ہدایت کو ہدایت، اور صرف اسکے مقرر کیے ہوئے ضابطہ کو ضابطہ تسلیم کرے، اور ہر اس طریقہ کو رد کردے جس کا اللہ کی طرف سے ہونا ثابت نہ ہو۔

اس عقیدہ کے دوسرے جزء یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سلطانِ کائنات کی طرف سے روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کو جس آخری نبی کے ذریعہ سے مستند ہدایت نامہ اور ضابطۂ قانون بھیجا گیا، اور جس کو اس ضابطہ کے مطابق کام کر کے ایک مکمل نمونہ قائم کردینے پر مامور کیا گیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس امر واقعی کو جاننے اور تسلیم کرنے سے لازم آتا ہے کہ انسان ہر اُس[1] تعلیم اور ہر اُس ہدایت کو بے چون و چرا قبول کرے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ اُسکو[2] کسی حکم کی تعمیل پر آمادہ کرنے کے لیے اور کسی طریقہ کی پیروی سے روک دینے کے لیے صرف اتنی بات کافی ہو کہ اس چیز کا حکم یا اس چیز کی ممانعت رسولِ خدا سے ثابت ہے، اسکے سوا کسی دوسری دلیل پر اسکی اطاعت موقوف نہ ہو۔ رسُول[3] خدا کے سوا وہ کسی کی پیشوائی و رہنمائی تسلیم نہ کرے، دوسرے انسانوں کی پیروی صرف اس حد تک ہو جس حد تک وہ رسولِ خدا کے پیرو ہوں، اور صرف اُن معاملات میں ہو جن میں اُنکے طریقہ کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ماخوذ ہونا ثابت ہو جائے۔ وہ اپنی[4] زندگی کے ہر معاملہ میں خدا کی کتاب اور اسکے رسُول کی سنت کو حجت اور سند اور مرجع قرار دے، جو خیال یا عقیدہ یا طریقہ وہاں سے ثابت ہو اسے اختیار کرے، جو وہاں سے ثابت نہ ہو اُسے ترک کر دے، اور جو مسئلہ بھی حل طلب ہو اُسے حل کرنے کے لیے اُسی سرچشمۂ ہدایت کی طرف رجوع کرے۔ تمام[5] عصبیتیں اپنے دل سے نکال دے خواہ وہ شخصی ہوں یا خاندانی یا قبائلی و نسلی، یا قومی و وطنی، یا فرقی و گروہی، کسی کی محبت یا عقیدت میں بھی ایسا گرفتار نہ ہو کہ رسولِ خدا کے لائے ہوئے حق کی محبت و عقیدت پر وہ غالب آجائے یا اسکی مد مقابل بن جائے۔ رسُولِ[6] خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے، کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اُس معیار کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اُس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اسکو اُسی درجہ میں رکھے۔

نصب العین

۲- جماعت اسلامی کا نصب العین اور اسکی تمام سعی و جہد کا مقصود دنیا میں، حکومت الٰہیہ کا قیام، اور آخرت میں رضائے الٰہی کا حصول ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تشریح: جہاں تک امرِ تکوینی کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ کی حکومت آپ اپنے زور پر قائم ہے اور اس سے بالاتر ہے کہ معاذ اللہ اُس کا قیام و بقا بندوں کی مدد کا محتاج ہو۔ تمام مخلوقات خواہ ارضی ہوں یا سماوی، اسکے قہر و غلبہ سے مغلوب ہیں، اسکے زبردست قانون کی بندش میں جکڑی ہوئی ہیں، کسی میں اسکے حکم سے سرتابی کا یارا نہیں، اور دوسری مخلوقات کی طرح انسان بھی، خواہ مومن ہو یا کافر، اللہ کی تکوینی حکومت کے ماتحت محض ایک بندۂ مجبور ہے۔ لہٰذا حکومت الٰہیہ کے قیام سے مراد اللہ کی تکوینی حکومت کا قیام نہیں ہے، بلکہ دراصل اس سے مراد اللہ کی شرعی حکومت کا قیام ہے جسکا تعلق صرف انسان سے ہے، اور انسان کی زندگی کے بھی اُس حصہ سے ہے جس میں اللہ نے انسان کو اختیار عطا کیا ہے۔

انسان کی زندگی کا جو حصہ حیوانی و طبعی ہے اسکو تو اللہ تعالیٰ نے حکمِ تکوینی کے ماتحت رکھا ہے اور اس حصہ میں انسان دوسری تمام مخلوقات کی طرح بہر حال مسلم و مطیع ہے، مگر جو حصہ انسانی ہے، یعنی جس میں انسان عقل اور تمیز استعمال کر کے خود اپنے ارادہ سے کام کرتا ہے، اس میں اللہ نے اسے آزادی عطا کی ہے کہ چاہے خود مختار بنکر کام کرے، چاہے اللہ کے سوا کسی اور کا بندہ بن جائے، چاہے خود خدائی کا مدعی بنکر دوسروں کو اپنا بندہ بنائے، اور چاہے تو اپنے اصلی مالک کو پہچان کر برضا و رغبت اسکی بندگی اختیار کرلے۔ یہ آزادی جو اللہ نے انسان کو عطا فرمائی ہے اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ آدمی ان چاروں صورتوں میں سے جو صورت بھی اختیار کرے وہ یکساں جائز اور حق ہے۔ نہیں، اس انتخاب و اختیار میں آدمی کو آزاد چھوڑنے کا مدعا دراصل امتحان اور آزمائش ہے۔ جائز اور حق تو صرف یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی کے اختیاری حصہ میں بھی اسی طرح اپنے خالق کا مطیع ہو جس طرح وہ اپنی زندگی کے غیر اختیاری حصہ میں اسکا مطیع ہے، کیونکہ حقیقت میں وہی ایک جائز فرمانروا ہے اور اسی کی اطاعت کائنات کے مجموعی نظام کے ساتھ صحیح مناسبت رکھتی ہے۔ لیکن اللہ نے اس حق پر انسان کو مجبور کرنے کے بجائے اُسے آزاد چھوڑ دیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاکہ اگر وہ اس حق کو پہچانے اور آزادی رکھنے کے باوجود خود اپنی خوشی سے بندگی کا طریقہ اختیار کرے تو اُسے ابدی انعام سے سرفراز کیا جائے، اور اگر وہ اسے نہ پہچانے یا پہچاننے کے باوجود خواہشات نفس کا ایسا غلام ہو کہ مالک حقیقی کی اطاعت گوارا نہ کرے تو اسکو ابدی سزا دی جائے۔

چونکہ اس امتحان و آزمائش کی غرض سے اللہ نے انسان کو خود آزادی عطا فرمائی ہے اس لیے وہ اپنی فرمانروائی کا حق تسلیم کرانے کے لیے اپنی اُس قاہرانہ طاقت سے کام نہیں لیتا جسکو وہ اگر چاہتا تو پہلے ہی استعمال کر سکتا تھا اور چاہے تو ہر وقت استعمال کر سکتا ہے۔ جبر و زور سے مغلوب کرنیکے بجائے وہ محبت و برہان کے ساتھ نصیحت اور فہمائش کرنے کا طریقہ اختیار کرتا ہے، اور انسان کو سمجھاتا ہے کہ در حقیقت زمین و آسمان کا مالک میں ہوں، تو میری مخلوق اور میری رعیت ہے، اور تیرے لیے بھلائی اسی میں ہے کہ جو امر واقعی ہے اسکو تسلیم کر کے تو میرا مطیع فرمان بندہ بن جائے۔ اس فہمائش کے کام میں اللہ نے سب سے پہلے تو ان انسانوں سے مدد لی ہے جنکو اس نے اپنا رسول مقرر کیا تاکہ وہ دلائل سے انسان کو حقیقت نفس الامری یعنی اللہ واحد ہی کے تنہا مالک و مدبر کائنات اور حاکم ذی اقتدار ہونے کا یقین دلائیں اور بطوع و رغبت اسکی اطاعت اختیار کرنے پر راضی کریں۔ پھر جو انسان رسولوں کی فہمائش سے حقیقت کو جان گئے ہوں اور جان کر اسکے پیرو بن چکے ہوں اُن سے اللہ مطالبہ کرتا ہے کہ تم اس کام میں میری مدد کرو۔ چنانچہ قرآن میں بار بار فرمایا گیا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰہِ (اے ایمان لانے والو! اللہ کے مددگار بنو) اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کریگا) وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالْغَیْبِ (اللہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اسکی اور اسکے رسولوں کی مدد کرتا ہے، در انحالیکہ اللہ پردۂ غیب میں چھپا ہوا ہے) وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ (اور اللہ ضرور ہی اسکی مدد کریگا جو اللہ کی مدد کریگا)۔

پس اللہ کی حاکمیت کا اقرار کر کے اور اسکی بندگی اختیار کر کے مومن کا کام ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اسکے بعد یہ خدمت اسکے سپرد کی جاتی ہے کہ وہ جاہل انسانوں کو اسی حقیقت سے واقف کرائے جس سے وہ خود واقف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوا ہے، اور باغی انسانوں کو اُسی حاکم اعلیٰ کی اطاعت پر آمادہ کرے جس کا وہ خود مطیع بنا ہے - اسی خدمت کی انجام دہی میں اللہ کی رضا ہے، اور اسی کے لیے اللہ اور مومن کے درمیان وہ معاہدہ عمل میں آتا ہے جسکی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ :-

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبہ - ۱۴)

درحقیقت اللہ نے (اپنے کام کے لیے) مومنوں سے انکی جانوں اور انکے مالوں کو خرید لیا ہے جسکے معاوضہ میں انکے لیے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں (اور اس لڑائی میں) مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں (اسکے معاوضہ میں جنت کا) وعدہ اللہ کے ذمہ ہے اور یہ پکا وعدہ ہے جو توراۃ اور انجیل اور قرآن میں کیا گیا ہے اور اللہ سے بڑھکر اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہوسکتا ہے، لہٰذا اپنی اُس بیع پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اللہ کے ساتھ طے کی ہے کہ یہی عظیم الشان کامیابی ہے -

انسان کی زندگی کے اختیاری حصہ میں اللہ کے جس قانون کی اطاعت مطلوب ہے وہ اسکا قانونِ تکوینی نہیں بلکہ اُس کا وہ قانونِ شرعی ہے جو رسولوں کے واسطے سے آتا ہے اور اس قانون کا تعلق عقائد، اخلاق، معاشرت، تمدن اور سیاست وغیرہ سے ہے محض تکوینی حیثیت سے اللہ کو خالق اور مدبر کائنات اور مالک ارض و سما مان لینا کافی نہیں بلکہ سیاسی حیثیت سے اسی کو بادشاہ اور حاکم اور قانون ساز ماننا بھی ضروری ہے اور اسی کے بتائے ہوئے اصول اخلاق اور حدودِ قانون کی پیروی لازم ہے۔ اگر صرف تکوینی حیثیت سے کوئی اللہ کو مانتا ہو اور لاشریک مانتا ہو لیکن انسانی زندگی کے اختیاری حصہ میں خود اپنے مختار مطلق ہونے کا دعا کرے، یا زمین کے کسی حصہ پر اپنی حاکمیت کا مدعی ہو اور کہے کہ یہاں میں اپنی مرضی کے مطابق جس طرح چاہونگا حکم چلاؤنگا جیسا کہ نظام بادشاہی میں ہر بادشاہ، نظام آمریت میں ہر ڈکٹیٹر نظام برہمنی و پاپائی میں ہر مذہبی پیشوا، نظام جمہوری میں جمہوریت کا ہر شہری کہتا ہے، اور جیسا کہ انفرادی زندگی میں ہر اُس شخص کا نفس کہتا ہے جو خدا کی اطاعت کا قائل نہ ہو)

(بقیہ بر صفحہ ۷۳)

© rasailojaraid.com